

1931
UCKNOW
DHPU CH
1931
H.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

پانچسو روپیہ انعام

حافظ کی بنائی ہوئی سفید کرامتی جڑی کی عجیب

دعائی جس سے دمہ میں ہوا آرام۔

اگر سیکڑوں حکیموں، ڈاکٹروں سے دمہ والوں نے اشتہار بازی کا علاج کرکے نراش ہو چکے ہوں۔ تو اس دوا کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اس کو بے فائدہ ثابت کرنے پر پانچسو روپیہ انعام۔ قیمت صرف ایک تولہ [illegible] قیمت صرف [illegible]

اکمل کشور دام نمبر ۱۲ پوسٹ کھتری سرائے گیا

شرائط ایجنسی

(۱) ایجنسی کے لئے پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) ہر قسم کی [illegible]
(۳) ایجنٹ کو پرچہ کی قیمت سے [illegible] کمیشن دیا جائیگا۔
(۴) حساب ماہواری [illegible] کرنا ہوگا اور چارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لئے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ملک کشمیر کے تحفے

[illegible] خاص [illegible] قسم اول۔ قسم دوم [illegible]

[illegible]

گلکند، پھول، بادام، [illegible]

زعفران اول۔ [illegible] کشمیری شال [illegible]

[illegible]

[illegible]

المشتہر: [illegible] مالک چند [illegible] والے

اودھم پور روڈ سنٹ جموں کشمیر دوکان [illegible]

ہندوستانی دواخانہ

[illegible]

بیٹے کون رہا اکسیر شاہ

[illegible] اسٹیشن [illegible]

چلی رام اینڈ برادرس [illegible]

سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی حیدر آباد دکن

ایس انچل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۱۵۷ کلکتہ

[illegible]

[illegible] رنگون

سے طلب فرمائیں

(فرمائش کے وقت اپنا پتا صاف لکھیں)

سیاحت ظریف

مصنفہ

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب چیز ہے جسے اوستادی کی شاعرانہ استادی سے [illegible] قیمت فی جلد [illegible] مع محصول [illegible]

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ظرافت، سیاست سے مالامال ہیں۔ ہر کتب خانہ میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ [illegible] اشتہار [illegible] سے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

توجہ طلب ہے

(۱) اودھ پنچ [illegible]

(۲) [illegible]

(قواعد ضروری)

(۱) [illegible] قیمت اودھ پنچ ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible]

نوٹ: [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد [illegible] نمبر ۲۶

مضامین

[illegible] مئی [illegible]

ترانۂ نوروزی

قومی سلطنت بھی کیا چیز ہے۔ ایران کی شاعری جس کی بلبل زمزمہ سنج بلند آہنگ تھی قصائد مدحیہ کے سوا کوئی چیز نہ تھی [illegible] ہو گئی۔ [illegible] سلطنت سے بھی قوت ہے [illegible] ہیں۔ [illegible] تقریب [illegible] قومی [illegible] سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] نئی قسم کا جوش [illegible] ہیں۔

ذیل میں ایک ایرانی [illegible] کا ترانۂ نوروزی درج کیا جاتا ہے۔ آج ہم بھی قومیت کی نعمت سے سرفراز ہوتے تو ہمارے شعرا کی طباعی میں [illegible] کی روح پھونکتی۔ [illegible] بیچارہ کسی شہزادی پر [illegible] عشق کی [illegible] تھا [illegible] جو [illegible] کیا [illegible] حال ہے [illegible] شاہزادی [illegible] سہیلیوں کے ساتھ [illegible] کے ستونوں کے [illegible] تھوڑی دیر کے بعد [illegible] ستون کی طرف [illegible] آسمان کی طرف دیکھا اور حسرت بھری آواز سے کہنے لگے۔

"اے [illegible] ہم کھمبا ہوتے گوریا آن لپٹتی"

آزادی اور قومیت کی [illegible] عشق ہے [illegible] ایک بڑے [illegible] اپنے [illegible] اس بات پر [illegible] تھا۔ [illegible] کے بعد [illegible] بھی [illegible] کام [illegible] ستونوں کی [illegible] جب [illegible] ایک قطعہ ارشاد فرمایا ہے

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

ترانۂ [illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

مرزا گوئی تسکین نہ ہی خیر با
ظلام گستہ نیست ... حق آشکار

برہان ... بہ ... پوشی ... کو ... نام
چالاک ... گشت ... زنگ ... کرد بکام

بہادر ... نیست ... مرد ... دار

(قانون)

حکیم صاحب کے دل میں جو ان کا خیال پیدا ہوگا
کہ صبح کو کریں نے ... دکھایا حکیم صاحب نے
دوبارہ دیکھنے کے لیے شیشی کو غور سے دیکھا اور
چلانے لگے ہارے بچاؤ ... جانے
میں نے اخباری کاغذ والوں میں تمہاری ...

قانون جلدی کر کے پکڑے گئے تھے ... ابھی
سے ابھی ... تھی ... جیسے ... ہوئی
تمہاری حکومت نے ... کانگریس والوں کی
کیسا ... دیا ہے کہ ... کانگریس کے ...
یا ... کو ... کرنے سے حکومت ناجائز
... اظہاری ہے
کانگریس والوں سے ... ہیں
کہ نہیں ؟



شملہ سے آ گیا ہم بنام گورنر جنرل
... بارے میں بچانے
... میں ... صاحب
میں ... کہ ... دی ...
... تمہاری ... کی
... کیا ... کہ ...
اپنے اوپر حملہ کرنے والے کو ...
... کیا تھا اور اس ...
... رعایا کا دل ...
ہیں ... کو ...
ہم ... افسوس ... نہیں
کیا کہ پولیس اپنی ... بھی
... دکھانے کے لیے
بے گناہ آدمیوں کو پھانسی
اور بھگت سنگھ کا ... بنا کے
... کر کے ... مجرم ...
... ایسا الزام ... کیا گیا
کہ ... شخص قاتل ...
لگانے ... انعام ...
... منسوخ کر دیا ...
نتیجہ ... کا سوراج ...
نے خلل نہیں ... حالانکہ اگر

تم کہتے ہو کہ ... نفرت
ہیں عوام کو سخت گیری !
تشدد پر ابھارتے ہیں ...
... ہوں کہ تشدد ...
ہے۔ اب ... تشدد بھی
... ہے جس نے حکومت
کو ... تقریریں
ہوتی ہیں نہ تحریریں ۔
مسلمان آپس میں ...
ہیں ... بیٹھے تماشا دیکھ
رہے ہیں ۔ حکومت اپنی
... میں ہے ... نہ
کی ... بانقاعدہ ...
... انگریز
تباہ ... ہوئے ...
... کی ہڑتال ہے ...
... کو کہیں ... سلیم
کا ... کو نہیں ...
تمہارا قول ہے کہ ...
... کانگریس کے
... بھگت سنگھ کے نقش
قدم پر چلنے کی عوام کو ...

اس وقت بغاوت شروع ہو جاتی تو ہندوستان ... کی
... ہو جاتا ۔ ... انگریز کے لفظ سے ۔۔
... کان ... آواز ...
... گورنر صاحب ۔ ایک ... حکیم صاحب ... کے
گھر ... کا ... ڈاکوؤں کے ہاتھوں میں ... گئے

دیکھیں ... تم نے ضلع ہوشیارپور کے ... کے
سامنے کی ۔ تم کہتے ہو کہ حکومت کی ...
... نظارہ ہے ہیں ۔ میں کہتی ہوں
کہ ... کا کوئی ثبوت نہیں ... کی
مثالیں موجود ہیں کہ ... خواہ مخواہ کے

کرتے ہیں ۔ وہ پولیس کو گالیاں دیتے ہیں
ان پر ... کہتے ہیں ۔ ...
تشدد کا سبق پڑھاتے ہیں ۔ یہ قول بھی غلط ہے
بھگت سنگھ کو تمام کانگریس والے ...
... کا خطاب دیتے ہیں ۔ ... کانگریس ...

بہ ہوش مندی کا لقب وطن، کا خطاب دیتے ہیں۔ اگر کانگریس والوں کے نزدیک وہ غلط کار ہوتا اور وہ انکو صاحب الرائے سمجھتے تو ہرگز ہرگز کانپور سمجھوتہ کانگریس کو اپنی راہ کا کانٹا خیال کرتا اور بڑے میاں (گاندھی) سے یہ نہ کہتا کہ تم نے ہار کھا کے آبرو ڈبو دی۔ اس پر اتنی بھول گیا کہ یہ گروہ اس خیال کا ضرور ہندوستان میں سمجھ گیا ہے کہ سیدھی انگلیوں سے کام نہ چلے گا۔ گالی کا جواب گالی مار کا جواب مار۔ اینٹ کی لینی پتھر کی دینی ہے۔ مگر ابھی تک عوام نے اس گروہ کو اپنا پیر [illegible] تسلیم نہیں کیا۔ ان کی باتوں پر کان دھرنے والے ملک میں بہت کم ہیں۔ بس یہ سمجھ کر اتنے کم ہیں جنہیں تمہاری پولیس جس وقت چاہے گرفتار کر سکتی ہے۔ لاٹ صاحب عام گرفتاریوں کے عوض حکومت نے ہوش گوش سے کام لیا ہوتا اور تم نے تمہاری طرح تلوار سے جی بھالے دکھائی نہ دیتے۔ تو جان لینا اور جان دینا معمولی بات نہیں۔ کوئی بھی اسپر آمادہ نہ ہوتا۔ اسے نیک ہاتھوں میں جب وہ تھیں تلوار ہیں

اطلاع نامہ بنام دہندگان نسبت تعین تاریخ سماعت

درخواست دیوالہ

روز نمبر ۱۹ ایکٹ نمبر ۵ ۱۹۲۰ء

عدالت صاحب [illegible] جج بہادر مقام [illegible]

[illegible]

بنام

جملہ صاحبان

[illegible] نے عدالت ہذا میں بذریعہ عرضی مورخہ [illegible] اپریل ۱۹۳۴ء درخواست کی ہے کہ وہ مفلس [illegible] قرار دیا جائے اور تمہارا نام فہرست دائنان میں جو عرضی مذکور میں درج کی ہے پایا جاتا ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ [illegible] جولائی ۱۹۳۴ء واسطے سماعت [illegible] بیان مدیون کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کو اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہئے تو [illegible] یا بذریعہ وکیل جو حال [illegible] مقدمہ سے واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔

آج بتاریخ [illegible] ۱۹۳۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

بحکم جج
[illegible] حسین منصرم

مہر عدالت

اور قبضے میں ہوائی جہاز مشین گنیں [illegible] کن ائی کا تھے اور جان بچاتے پھرتے ہیں بھلا ہندوستان کے نہتے کیا کھا کے ایسے بڑے کام پر آمادہ ہوتے ہیں۔

کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ تم وطن کے جگر اور اسکے ساتھیوں پر مقدمہ چلاؤ مقدمے کی کارروائیاں اخباروں میں چھپیں۔ مگر گرفتاریاں ہوں اور تم سے [illegible] بلکہ ہماری [illegible] پہ گرفتاریاں ہوں شہ زبان کسی جائیں اور دیکھنے والوں یا پولیس کی جھونپڑیوں میں پھنسنے والوں کے تیوروں پر [illegible] اور وہ اپنی [illegible] کے عوض پولیس پر آوازے تو آوازے بھی نہ کسیں؟

لاٹ صاحب! اگر تمہارا یہ خیال ہے تو بڑی خوشی کے ساتھ مشورہ دیتی ہوں کہ لندن جاؤ اور عورتوں دلوں سیکالوجی کا سبق پڑھو۔ ذرا میں بھی تو سنوں وہ آوازے تو آوازے کیا ہیں؟ یہی نہ کہ جب پولیس کی لاٹھی ڈنڈا استعمال کرتے کرتے سچ جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں بھائی کلائیاں تھک گئیں تھوڑی دیر سینکو پھر چلے آنا اسوقت تک ہماری کھوپڑی بھی کچھ دم لے لے گی۔ یہ کوئی آوازہ نہیں۔ ان [illegible] جھیلنے والوں میں عورتیں بھی تو ہیں۔ پھر عورتوں کا تو کام ہے آوازے تو آوازے کسنے کا وہ اپنے خاوندوں کی سختی کا مقابلہ آوازے تو آوازے سے کرنے کی عادی ہیں۔ عورت کے پاس لے دے کے زبان ہے۔

اگر اس زبانی [illegible] کی چوٹ بھی پولیس کے دل میں ورم پیدا کرتی ہے تو لاٹ صاحب تمہاری جان کی قسم تمہاری پولیس حد درجے کی بودی ہے۔ اسے کانپور بھیجو کہ تھپڑ اور گھونسا [illegible] جانے اور آوازے کا جواب سیکھ لے۔ کانپور کے غریب مظلوموں نے جب فریاد کی تو اس نے آواز کسا۔ «جاؤ گاندھی کے پاس»

لاٹ صاحب تم نے آوازے تو آوازے طعنے کسنے (کشنیں) کا اندازہ کر لیا تھا تو وہ چار شالیں بھی دی ہوتیں۔ بغیر شالوں کے ہم تو آوازہ کسنے کو تیار کا بھالا سمجھوں گی [illegible] لاٹ صاحب تمہاری

جھنجھلائی ہوئی لکھو ہو جس کا سر ہے نہ پاؤں۔

جاہلیت کے زمانے میں عرب کے دو قبیلے اگر لڑتے اور ان میں سے ایک ہارا تو ہارے ہوئے قبیلے کی عورتیں دونوں گروہوں کے درمیان میدان میں بیچ بیچ کھڑی ہو کر پیشاب کر دیتی تھیں اس حرکت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ جنگ کی آگ بجھ جاتی تھی۔ شاعر کہتا ہے

[illegible] المنسا [illegible]

[illegible]

دوسرا مقابل گروہ نے عورتوں کے پیشاب کے ساتھ ہم سے ملاقات کی ہم ان کی ملاقات اپنی چمکتی ہوئی تلواروں سے کریں گے۔ یہاں [illegible] ہندوستان عرب نہیں۔ نہ یہ جاہلیت کا زمانہ ہے۔ مگر عورتوں کا مقابلہ در اصل کانٹوں بھالوں سے ہوا۔ جنگ کی آگ خود جوش خون کی دھار سے اور بجھ گئی

گورنر صاحب یا تم سمجھتے ہو کہ نوجوانوں کو کشتی اور خونریزی کی تحسین کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قتل پر آمادہ ہو جاؤ اور انگریزوں کو قتل کر ڈالو یہ تعلیم کی ہیچ کی جاتی ہے یہ قول بھی تمہارا غلطی سے خالی نہیں اور تلوار سے کا بھالا ہے آج تک حکومت کا دستور تو یہ رہا ہے

جو ہم ہی رکھا ہے تو تیغ گلے کو
کچھ بات بری منہ سے نکل جائے بھلا کو

بھلا مجال ہے کہ علانیہ کوئی شخص انگریزوں کو قتل کرنے کی تجویز پیش کرے۔ کیا سچ کسی ہندو بیٹے نے یہ کلمہ منہ سے نکالا۔ تم نے یا تمہاری پولیس نے سنا اور اس کا منہ نہیں کیا۔ اسے پھانسی پر نہیں چڑھایا؟ اگر ایسا تم نے یا تمہاری پولیس نے کیا تو بجا [illegible] صرف بڑے لاٹ صاحب ہی کو نہیں بلکہ [illegible] بھی عرض کروں گی کہ پنجاب کا گورنر اس قسم کے مشوروں سے [illegible] رہتا ہے [illegible] جلدی بلاؤ۔ آگے چل کے تمہارا بیان ہے کہ قانون شکنی کی ترغیب دی جاتی ہے۔ معاندانہ مظاہرات کیا کی جاتی ہیں۔ پہرے بٹھائے جاتے ہیں کاروبار میں رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔ اخباری کالموں میں

ایسے مضمون لکھے جاتے ہیں کہ بچھے دل بڑے ہو جائیں اور وہ حکومت سے نفرت کرنے لگیں۔

یہ جملہ بھی تمام و کمال صحیح نہیں۔ خانہ جنگی کی ترغیب جیسے لیں وہ تو پرانی ہو چکی۔ وہی عمل ہے جس سبب سے جاتے ہاں۔ تب سے یہی حال ہے اور وہ جنگی اب وہ جنگی نہیں واقعیت کی صورت اختیار کر چکی۔ قوت سے عمل میں آنے کے بعد اسے سزائیں بھی دی گئیں۔ اگر گاندھی اور اسلامان کی تراعدادہ پر عمل نہ ہوا تو پھر لیل و نہار سے ہوسکے صحیح نہیں کہ اخباری کا خطاب بھی نفرت پیدا کرنے والے مضمون لکھ رہے ہیں لغزش مضمون بازی سے پیدا نہیں ہوتی۔ نفرت اُس برتاؤ سے ہوتی ہے جو کسی کو ناگوار ہو۔ بڑے برتاؤ دھکڑ پکڑ کے بعد یہ سمجھا کہ جو کچھ کرتے ہیں وہ مضمون کرتے ہیں تمھارا ہی کام ہے۔

اسکے بعد تم نے دسوپ کے ایک معزز آدمی کی تقریر نقل کی ہے کہ اس نے انگریزوں کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھنے اور بوٹیاں چیل کووں کو کھلانے کی حسرت ظاہر کی۔

میں نہیں جانتی کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ اگر سچ ہے تو قانون بھی تمھارے پاس ہے حکومت کا زور بھی تمھیں حاصل ہے۔ مہاتما گاندھی کی نیاز مندی بھی جو وہ عموماً اس قسم کے اقوال پر ظاہر کرتے رہے ہیں تم فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اگر ایسے زبان کے پھوہڑ کو تم عدالت کے حوالے کرنا چاہو تو شاید یہ کانگریس ہرگز برا نہ مانے۔

تمھاری تقریر کے خاتمہ کا منشا یہ ہے کہ تم ان لوگوں کو دلیل میں پیش کرکے خاک میں ملا اعتدال حل پیش کر دکھانا چاہتے ہو۔ تو گورنر صاحب تمھاری خوشی۔ بھلا کس کے منہ میں اتنے دانت ہیں جو تمھیں روک سکے ؎

شوق سے تیر چلاؤ تمھیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

اگر تمھارے اس برتاؤ سے نفرت کے مرض نے شدت پکڑی تو میں مانوں کی دل افکار نہ کہہ گیا ہے ؎

کسی نے دل جو لیتے تو تجھ کو جانے لیے

مگر حضور نے خنجر لگا کے لیے
میرا خیال ہے کہ اگر ان باتوں کی کچھ اصل بھی ہے تو یہ مرض کانگریسیوں سے پہنے پھیلنے رہنا بڑھانے کا ہے۔ اگر تم عام و بیباکرو لوگوں کو بلاؤ انھیں دعوتیں دو کھلاؤ پلاؤ مروت سے کام لو تو دیا رہ فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ تمھاری رسائی سے جو دل کھٹے ہوگئے ہیں وہ پھیکے ہوں بلکہ مٹھی جیسی بن جائیں ؎

یہ سمندچند یا بیر و دشنا سے چند
آگے تم جانو تمھارا کام جانے۔ ہمارا وہ سے ہیں جانے دیجیے سے کام نہ بچے کا فقط

راقم

مشق آموز بیگم

پنچ – بیگم صاحب! مرزا غالب کا قول ہے ؎

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

غالب ایک ایشیائی شاعر تھے۔ اُن کا رقیب بھی ایشیائی تھا۔ مشرق کی گالی سے ایشیا میں عزت کا ازالہ نہیں ہوتا۔ عاشق جتنی گالیاں کھائے اُس کی عزت ہی زیبی۔ رقیب کی جگہ میاں غالب خود بھی گالیاں کھاتے تو مسکراتے اور گردن جھکا کے چپ ہو رہتے۔ اُنکی طعن و شماتت مرف رشک پر مبنی ہے یعنی ان میٹھے میٹھے لبوں کا شیرہ انھیں نہ ملا۔ برخلاف ایشیا کے مغرب میں اگر کوئی معشوق اپنے عاشق کو تو بھی کہہ دے تو فوراً کچہری میں استغاثہ دائر ہو جاتا ہے۔

جب پنجاب کے گورنر پر آپ سے دور کسی وحشی نے گولیاں ماریں تو ہم دل ہی دل میں انداز تعجب کہتے تھے ؎

کتنے میٹھے ہیں مونٹ مور تیرے
گولیاں کھا کے بے مزا نہ ہوئے

مگر نصیب غلط ہوگیا۔ سنتے ہیں کہ گورنر صاحب نے تیز اب بھری تقریر فرمائی یعنی بھڑ و جو ہی گئے گولی مارنے والا تو ہو گیا گرفتار اور مقدمہ بھی چلایا جائے گا۔ گر لکھنے والوں نے اس گولی بازی کو تقریر و تحریر کا اغیانہ کا نتیجہ قرار دیا تھا لیس کیا عجب کہ گورنر صاحب نے تقریر کے گلے کو بھری بندوق کی نال یا توپ

ظلم کو اب چند فی صد معاف کرنے کا لگر سمجھ لیا ہو اور اسی بنا پر یہ فرما یا ہو کہ تشدد پڑھتا جاتا ہے اور تشدد کو تحریر و تقریر کے ذریعہ مدد پہنچائی جا رہی ہے جبکی صبر کی بھی حد ہوتی ہے اب ہم صبر نہیں کر سکتے۔ دیکھو ہم بھی اپنا پنجہ کرتے ہیں۔ پھر نہ کہنا کہ ہم سخت گیر ہیں۔

جان کا صحیح مصرف
تیل ماش

پنچ سے ہم عصر ہمدم نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ریلوے سرائے کی اسپیشل ٹرین کے نیچے ایک کانسٹبل بچہ سنگھ نامے گھل کے تیل ماش ہو گیا۔ یہ فرید آباد کے نزدیک وائن کی نگرانی کر رہا تھا۔

کہیے جناب! اب بھی آپ کو پولیس کی جاں نثاری میں شک ہے؟

کانپور میں اگر پولیس نے بیچ بچاؤ کرکے جان جوکھم مول نہیں لی تو نہ سہی۔ خدا جانے ان اخبار نویسوں کو کیا ہو گیا ہے کہ پولیس کے حسن کردار پر ایمان نہیں لاتے۔ افسوس ؎

ہو گئی ہے غیر کی شیریں زبانی کارگر
عشق کا اُن کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں

راقم

کم سخن نکتہ چیں

بجل اور بل

مدیر محترم تسلیم۔ ۲۰ اپریل کے اودھ پنچ میں آپ نے بجل اور بل کی جو بحث کی ہے اسے میں نے نہایت ہی دلچسپی سے پڑھا۔ اجازت دیجیے کہ میں بھی اسکے متعلق کچھ عرض کروں۔ بار بار کھٹکی ضرورت نہیں۔ دہلی میں اہل زبان مجھ مندزباں وال۔ بلکہ آپ مجھے ہمیشہ استفسار و استصواب و تشریح کا محتاج پائیے۔

میری رائے میں پہلے تو مستفسر کا استفسار ہی سرے سے غلط ہے پوچھنا انھیں یہ چاہیے تھا کہ آیا بجل



"جھنجھو بھلے۔ جھنجھو بھلے۔ آ میرے دوست کی نشانی میں تجھے جھنجھو جھلاؤں"

"واہ۔ واہ۔ یہ سن و سال اور یہ گڑیا! اچھا یہ تو بتاؤ اسکا بیاہ کب رچاؤ گے؟"


نرگس کا عطر
تار کا پتہ
حنا لکھنؤ
اصغر علی محمد علی عطر سازان لکھنؤ سے
طلب کیجیے

اور قِل جو وقت الفاظ ہیں یا ان کے معنوں میں کوئی فرق ہے۔ باقی یہ دریافت کرنا کہ ”سر کے بل“ درست ہے یا ”سر کے بھل“ یہ اصل سوال ہے اور جس نے بھی تو دم بریدہ کو ظہور ہے اس ناقص سوال کا جواب کامل یہ ہے کہ دونوں لفظیں اپنے اپنے محل پر صحیح ہیں لیکن ایک فصیح لیکن فصیح ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک کا استعمال صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔

(۱) بھل کے جو معنی آپ نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں جیسے برخ بہت۔ پہلو لیکن اتنا خیال رہے کہ بھل طرف۔ برخ وغیرہ کے معنوں میں ”ڈھلان“ کا پہلو لیے ہوئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً سر کے بھل گرنا منہ کے بھل آنا گرنا یا آ رہنا وغیرہ یہاں بل کا استعمال زینہار صحیح نہیں ہو سکتا جو لگتا ہے سے سنیے اور سختی کے ساتھ منع کیجیے۔ پھر ملاحظہ ہو ”جو جو زینگ“ میں کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اس میں ”سر کے بھل“ کے معنی Head long لکھے ہیں جس پر ”لفظ اُڑتا“ شامل ہے اور سرنگوں اُفتادن کا ترجمہ انگریزی میں fall head long ہی ہوگا۔ یعنے منہ کے بھل گرنا یا اوندھے منہ گرنا۔ بھل کی بحث میں یہیں ختم کیے دیتا ہوں ورنہ خطا بحث ہو جائے گا۔

اس بنا پر نظیر کا یہ شعر ہے

ہو کے سرکش گرا اُٹھا جو آخر سر کے بل
جھک کے چلنا چاہیے یاں سر اُٹھانا ٹھیک ہے

”سر کے بل“ نہیں بلکہ ”سر کے بھل“ چاہتا ہے۔ کیونکہ ”بھل“ کے ساتھ ڈھلان کی موجود ہے۔ اگر نظیر نے ”سر کے بل“ لکھا ہے تو غلط لکھا ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ کوئی کہے کہ نظیر صرف دلی ہی کے بادشاہ نہ تھے بلکہ وہ شاہ زبان بھی تھے بنا بریں انھیں اختیار حاصل تھا کہ چاہے بل کو بھل کے معنوں میں استعمال کریں خواہ بھل کی جگہ بل لکھیں۔ اہل زبان کے اس معنی خیز دعوے کے سامنے کہ ”یہ ہماری زبان ہے“ آپ اس نیاز مندانہ کو تسلیم بجز سر خم ہانکنے۔ بھل کی ایک مثال اور یاد آ گئی اگر چہ اس میں پوری ڈھلان کی توضیح نہیں مگر منظر ہے اور کسی اہل چمن بلبل نہیں ہیں کی خیال ہے۔

(۲) بل (बल) سنسکرت لفظ ہے اس کے معنی زور و طاقت کے ہیں۔ بجوان طاقت ور کو کہتے ہیں ہمالی بل بوشاہ کو کہتے ہیں کہ وہ بل طاقت ور سمجھا جاتا ہے ”سر کے بل جانا“ (حقیقت) یہاں ”بھل“ کا استعمال درست نہ ہوگا۔ پنجوں کے بھل نہیں بلکہ پنجوں کے بل چلنا۔ ملاحظہ ہو مثنوی آزاد و شہوری منظر کی اُڑ کر پڑوں میں یا پنجوں کے بل چلنے والے اور گھٹنوں کے بل چلنے والے جانوروں کا بیان۔ سلسلہ کلام پر بنگ، اس مصرعے میں کہ (جرأت)

وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

بھل نہیں بل کہ بل چلے جانا ہے۔ آپ کہیں گے کہ یہاں بھی ”اُفتادگی“ تو موجود ہے مگر خیال رہے کہ اس کا تعلق ”طفل“ سے ہے اور بھل گھٹنوں کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے لہٰذا اس مصرعے میں بل ہی صحیح ہے۔ اس کی تشریح یوں ہوگی کہ جو طفل گھٹنوں کے بل چلے گا وہ کیا گرے گا۔ تو اس بل کو طفل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو چھپیرے کو کھونٹے کے ساتھ ہے یا یوں سمجھ لیجیے کہ جس طرح کھونٹے کے بل زور پر بچھڑا کودتا ہے۔ اسی طرح گھٹنوں کے بل زور پر طفل رچھا چلتا ہے۔

بھل اور بل کا فرق اس طرح سمجھا جائے کہ بھل میں اضطرار پایا جاتا ہے اور بل میں اختیار کا پہلو نکلتا ہے۔ اس اختیار کے ساتھ اگر دلی اور لکھنؤ کے زبان آوروں کی ”خود مختاری“ بھی شامل کر لیجیے تو نتیجہ نکلے گا کہ تنگی اور فراخی بہت خوش ہے!! (جرأت)

میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

یہاں بھی ”بھل“ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ جانا ارادی اور اختیاری ہے۔

استفسار کا اسلوب اتنا بھونڈا، الفاظ اور بے ڈھنگا ہے کہ مدیر محترم بھی الجھ گئے اور میں بھی باوجود ان کا گستاخ علم ہونے کے الجھ سا ہوں بل کہ ادیب صاحب نے تو کچھ لکھ بھی دیا اور لیجیے لکھ دیا کہ یقیناً اس سے قبل ان کے کان تک پہنچ چکا تھا۔ باقی خدا محفوظ رکھے اگر کسی بھی سے نا واقف سے یہ سوال کیا جاتا تو وہ اسی طرح سٹ پٹاتا جس طرح ایک آغا سے تو دارد ”سنگوا“ ”بیرون زن ترنج“ کے معنی دریافت ہونے پر اچھے گھر میں پڑ گئے تھے۔ یا ایک اور صاحب ”چرغ شبیہ“ کی بلا نازل ہوئی تھی ”جو کھو میں پڑنا“۔ جو کھو ہوتا۔ یہ میری علیہا الکشا کی زبان ہے میں ان محاورات کو برابر استعمال کرتا ہوں۔ لیکن دوسروں سے کچھ کہنے کا حق بھی نہیں رکھتا کہ میں اہل زبان نہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

(ر. ق)

جامۂ گنہ و داغ

صلاح کار کجا و من خراب کجا

پنچ۔ جو باریک فرق آپ نے تجویز کیا ہے وہ مبتدی ہے۔ لکھنؤ ”بل“ ترک کر چکا۔ ہر محل پر ”بھل“ کا استعمال ہے۔ نظیر روم کا دیوان پیش نظر نہیں۔ وہ یقیناً شاہ زبان بھی تھے۔ اگر آپ کی زبان شاہانہ نہ تھی تو پھر امکان ہے جو قلعہ معلیٰ کی بول چال کا ماہر کامل ہو ایسے بھل میں قیاسات سے کام نہیں چلتا۔ وہ سماعت پر منحصر ہے۔ اگر آپ نے دیوان حضرت نظیر میں ”سر کے بل“ لکھا دیکھا ہے تو پھر اہل لکھنؤ کا محاورہ ہے

اطلاع تاریخ بغرض تصفیہ مراتب اشتہار نیلام

مقدمہ نمبر ۲۰ سنہ ۱۹۳۰ء

سیٹ جیا لال برگنو گوکن جی صاحب پسر شمع کی، مقام پرتاب گڑھ مقدمہ سود جرائد ڈگری نمبر ۹۹ تحریری سنہ ۱۹۳۰ء گورنری سماعت روعدہ کا رام کریں کن نہ ہو گی تا برخاست بر قیمت

بنام

یعقوب خان

بنام یعقوب خاں ولد دوست محمد ولد جہاں ابراہیم خاں معروف عرف اشفق ساکن بہار کہہ پرگنہ ملی ضلع پرتاب گڑھ مدیونہ ڈگری ہرگاہ کہ مقدمہ مسطور بالا میں ڈگری دار نے نیلام جائداد غیر منقولہ کی درخواست کی ہے تو تم کو اس اطلاع نامہ کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ ۲ اپریل ۱۹۳۱ء روبرو لفظ کرنے مراتب اشتہار نیلام کے مقرر کی گئی ہے۔

آج بتاریخ ۲۳ ماہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۱ء بدستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مجاز انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری ۱۰ بجے دن سے ۴ بجے تک

کی سماعت ایم تا ایم مل گئی۔

مستفسر نے جو انداز استفسار اختیار کیا وہ تلمیح طلب ہے۔ ایک شخص نے بل نظم کیا دوسرے شاعر نے تصحیح کی۔ بحث چلی [illegible] مستفسر کی حاجت محدود تھی لہذا سوال بھی محدود ہے۔

اضطرار و اختیار کا فرق جتنی شقیں [illegible] وہ محض اجتہادی تجویز ہے اگر یہاں کے اساتذہ اسے قبول کرلیں تو انجانب ہرگز [illegible] ہونگے بلکہ ممنون رہیں گے۔

اس مصرعہ میں [illegible] کی کوئی تعریف نہیں کی گئی ہے بلکہ وہی [illegible] اصل ہی شعار اور بعل ہی [illegible] ہیں۔ مشورہ اور تجویز کے [illegible] مصرعہ [illegible] کہ اس کے مصنف صاحب زندہ نہیں۔

بعل میں کوئی اضطرار کا شائبہ ہے [illegible] اختیار کا۔ ارادہ اور اضطرار محل استعمال سے ظاہر ہوتا ہے نہ کہ محض بل اور بعل سے۔

آخر سیدھے بھاگے لوگ گھٹنوں کی طرف

سنتے ہیں ہمارے کرم دوست آغا ظفر علیخاں بھی بہت کر کے جان سلامت واپس [illegible] ہم نے مبارکباد کہنے میں جو تاخیر [illegible] کا بیان کر دیا [illegible] کرتے ہیں کہ میاں نقصان ہی کیا ہے [illegible] اچھا ہوا دس برس تک اور جدا گانہ انتخاب کی کشمکش میں اہل اسلام کو فساد پھیلانے کے ممبر منتخب ہونے دو، چلو صلح ہوگئی۔"

ہمیں تو توقع تھی کہ آغا [illegible] اسلام مسلمانوں کو پانچ برس انتخابا مشترک طور پر منتخب ہونے کی اصلاح دیتے اور کہیں گے کہ [illegible] تم نے خوب خوب باجے بجائے [illegible] دکھایا [illegible] تمہارے [illegible] بھی مسلمان [illegible] ہوں گے [illegible] کے ساتھ ہی وہ بھی اپنے اسلامی خدمات کی [illegible] دکھائیں۔

اس تجویز کے جلسہ میں خاص ہندو ہو چکے ہیں

کہ آخر یہ شخص مسلمان ہی تو ہے [illegible] کہ گویا لیگی ہندو مسلمان (معاملات) [illegible] کر رہے ہیں (بالفاظ واضح) [illegible] اسلام کے ساتھ یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ [illegible] گروہوں کی آنکھوں کا تماشا اسی چال سے ہی سکتا تھا جو انہوں نے اب اختیار کی۔

"دو کرت کی بھی ہے فرج کی بھی ہے"
ہم نے دونوں لیجئے

ہمارے دوسرے قدیم دوست حضرت حسرت [illegible] اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ [illegible] صاحب یا اس طرح [illegible] یا تو (۱) [illegible] اسلامی انتخاب یا جز [illegible] انتخاب [illegible] خالص اسلامی انتخاب کا تماشا تو ہم دیکھ چکے ہیں [illegible] اور مشترک انتخاب بدون [illegible] کوئی وجہ [illegible] کی ہے وہ آسانی سے کیوں کر [illegible] کی جائے۔

"یہ کرشمہ دیکھ کے تو ہے [illegible]"
"میں نے بھی زبان سے [illegible] ہے"

(۲) دو گروہ ہیں ایک تو وہ جس کو [illegible] دوسرا [illegible] (کانگریسی مسلمانوں) سے بدگمان ہے اور ہندوؤں سے بھی [illegible] اتفاق [illegible] کی [illegible] بجز اس کے کوئی سبیل نہیں کہ [illegible] اور اشتراک بھی۔ حسرت صاحب کی تجویز [illegible] کے سوا اور کوئی تجویز نہیں نکالتی۔ کاش "حسرت" ہی نکلنے کی امید ہو لی۔

آغا [illegible] اسلام نے شاید یہ تجویز انگریزوں سے سیکھی ہے [illegible] کہ جب [illegible] انگریز [illegible] ایران [illegible] میں آدھا آدھا بانٹ لینے کا عہد کیا تو دونوں طرف سے دباؤ پڑنے لگا۔ ہمارے صاحب بہادر جیسے مسٹر جان بل بے وجہ ہوتے نہیں اسلئے ایرانیوں کے دوست بھی بنے ہوئے تھے۔ ایرانیوں کو ان کی دوستی پر اعتبار تھا اور سمجھتے تھے کہ انگریزوں سے کسی برے وقت پر مدد ملے گی یہ وقت آ گیا یعنی روسیوں نے کسی خاطر ایرانیوں سے ناک پکڑ کے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا تو ایرانیوں نے جان بل سے فریاد کی۔

جان بل نے فرمایا کہ ابھی معافی مانگ لو ورنہ بڑی ذلت ہے۔ ایرانی تن گئے۔ روسیوں کی جانب سے تشدد شروع ہوگیا۔ [illegible] ایرانی بدستور جان بل [illegible] روسیوں نے [illegible] تنگ کر دیا۔

جان بل: "افسوس ہے۔ یہ تو [illegible] مشکل بات ہے"

ایرانی: "اب تو آپ کو [illegible] روسیوں سے [illegible] کرنی چاہیئے۔"

جان بل: "وہ مشکل ہے"

ایرانی: "ابھی آپ کے آگے کچھ مشکل نہیں"

جان بل: "آخر معاملہ کیا ہے؟"

ایرانی: "معاملہ یہ ہے کہ روسی ناک [illegible] اور کہتے ہیں کہ [illegible]"

جان بل: "تو پھر؟"

ایرانی: "ہم [illegible] نہیں سکتے۔ [illegible] قدرتی [illegible] کے اندر مبتلا ہیں"

جان بل: "اچھا تو جواب [illegible] میں کیوں پڑتے ہیں۔ یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے"

ایرانی: "بھلا کس طرح؟"

جان بل: "ابھی آپ معافی مانگ لیجئے [illegible] اور ادا کر دیجئے۔ دیکھئے کیسی آسان بات بتائی۔ [illegible]"

ایرانی: "کیا کہنا۔ مگر بہت ذلت ہوگی"

جان بل: "اچھا تو اس ذلت کو تقسیم کر دیجئے"

ایرانی: "یعنی کیسے؟"

جان بل: "روسیوں کو تاوان ادا کر دیجئے۔ اور ہمارے جنگی جہازوں کو بھی روسی جہازوں کے ساتھ سلامی دیجئے تاکہ اکیلا روس [illegible] کیوں کیسی کہی؟"

ساری کتاب [illegible] کہ سلامی کی ذلت دو نیم [illegible] ہوگئی۔ اگر آغا [illegible] اسلام کے مشورے پر عمل کیا جائے تو یہاں بھی ذلت دو نیم ہو جائیگی والسلام۔

معذرت

خاکسار اڈیٹر کی طبیعت ناساز ہے لہذا [illegible] حضرات بھی [illegible] مختصر [illegible] قناعت [illegible]

جلد ... نمبر ...　　رجسٹرڈ نمبر ا ۔ ۲۲ ء　　مورخہ ... ۱۹۲۱ء

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کاغذ پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد جو یہاں اس کتاب میں نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جیسا کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں راگ کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ تاریخی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز نہیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ ۱

منیجر [illegible] لکھنؤ